بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نظرات

ماہِ گذشتہ کے نظرات ملاحظہ فرمانے کے بعد مولانا عبدالماجد صاحب دریابادی اپنے مکتوب گرامی مورخہ فروری میں لکھتے ہیں:

"تازہ برہان ملا۔ آپنے تو سچ مچ میری ترجمانی فرمادی۔ بلکہ اگر میں خود مرتبہ تفصیل میں جاتا تو شاید اس سے بہتر نہ لکھ سکتا۔ جزاک اللہ! میری محنت بچ گئی۔ اب اسی کو صدق نقل کرے گا۔ لیکن اس تشکر کے ساتھ تھوڑی سی شکایت ہے۔ آپ کی تحریر سے تاثر یہ پیدا ہوتا ہے کہ جیسے میں نے علی الاعلان ایسے جلسوں میں شرکت کو جائز قرار دیا ہے۔ حاشا یہ تو میرے حاشیہ خیال میں بھی نہ تھا۔ میں نے تو نزاد چودھری صاحب کے پیش کردہ مفروضہ موجبہ کلیہ کی نفی کی تھی۔ اور ظاہر ہے کہ یہ دنیا کی کسی منطق میں سالبہ کلیہ کے مترادف نہیں۔ سیاق میں صرف اس عمومی دعوے کی تردید کافی تھی۔ نفس مسئلہ کی پوری تحقیق و تفصیل مطلوب ہوتی تو یقیناً یہی سب کچھ ہوتا جو آپنے تحریر فرمادیا ہے۔ ان سطروں کو بھی اپنے ہاں جگہ دیدیجئے تاکہ ناظرینِ برہان کی نظر سے صدق کی صفائی گذر جائے۔" والسلام

عبدالماجد

مولانا نے ازراہ شفقتِ بزرگانہ مکتوب کے پہلے حصہ میں جو کچھ فرمایا ہے اس کے لئے دلی تشکر ہے!

مقبول یار گشت نظیری کلام ما بیہودہ حرف تشکر نہ کردیم سودہ را

رہا آخری جز جس میں آپنے شکایت کا اظہار فرمایا ہے تو اس کے متعلق گذارش یہ ہے کہ جس عبارت سے آپ کے خیال میں یہ تاثر پیدا ہوتا ہے اس کا منشا صدق کا نوٹ ہرگز نہیں تھا۔ بلکہ مسٹر نزادسی چودھری کے مضمون کو پڑھکر کیفیت یہ ہوگئی جیسے دل پر کسی نے نشتر ماردیا ہو اور خیال یہ ہوا کہ مسئلہ کی فقہی صورت خواہ کچھ بھی ہو لیکن جہاں تک عقیدۂ توحید کی اسپرٹ کا تعلق ہے جس کے باعث طلوع و غروب شمس کے وقت نماز کو ممنوع قرار دیا گیا ہے اور جس کے باعث حضرت عمرؓ نے بیعت رضوان کے درخت کو اکھڑواکر پھینکوادیا تھا اگر اس کو پیش نظر رکھا